نظام سرمایہ داری کی لوٹ مار کا ایک اور کرتب

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی
صدر: جامعہ دار العلوم کراچی

راقم کی حالیہ کتاب ''اسلامی معیشت کی خصوصیات اور نظام سرمایہ داری'' جس میں ''تھرڈ پارٹی انشورنس'' کی جو تفصیل پہلی دفعہ سامنے لائی گئی ہے، اس سے نظام سرمایہ داری کی خوبصورت لوٹ مار کا ایک اور کرتب سامنے آتا ہے۔

تھرڈ پارٹی انشورنس، جبری:...... یہ ایک قسم کا جبری انشورنس ہے جو ''تھرڈ پارٹی انشورنس'' کہلاتا ہے، یہ تو ہر اس شخص کو کرانا اور اس کی فیس (پریمیم) ہر سال انشورنس کمپنی کو ادا کرنا قانوناً لازم ہے جو کسی بھی چھوٹی بڑی گاڑی کا مالک ہو، حتیٰ کہ موٹر سائیکل یا موٹر رکشہ بھی، خواہ کتنا ہی بوسیدہ اور پرانا ہو اس سے مستثنیٰ نہیں۔

انشورنس کمپنی جو عموماً سرکاری نہیں ہوتی، بلکہ افراد کی ملکیت ہوتی ہے اور لمیٹڈ ہوتی ہے...... یہ فیس حکومت اور قانون کی طاقت استعمال کرتے ہوئے، اتنی سختی اور پابندی سے وصول کرتی ہے کہ گاڑی کے دیگر کاغذات کی طرح اس انشورنس کا سرٹیفکیٹ بھی گاڑی میں موجود رہنا ضروری ہے، ورنہ پولیس چالان کر دیتی ہے۔

اس انشورنس کا کوئی فائدہ انشورنس کمپنی کے علاوہ کبھی گاڑی کے مالک کو بھی پہنچتا ہے یا نہیں؟ یا اس کی گاڑی سے جس بے چارے ''تھرڈ پارٹی'' کا نقصان ہو جائے، اس کے نقصان کی تلافی کی بھی کوئی صورت بنتی ہے یا نہیں؟ یہ معلوم کرنے کے لئے میں نے بہت سے گاڑی مالکان سے پوچھا (جن میں خود میں بھی داخل ہوں) سب کے جواب کا حاصل یہی تھا کہ حقیقتاً اور عملاً اس کا فائدہ ہمارے سامنے کچھ نہیں آیا، سوائے اس کے کہ ''اس کی بدولت پولیس کے چالان سے بچ جاتے ہیں۔''

اب جبکہ یہ مقالہ لکھ رہا ہوں اور انشورنس کی بات بھی آ ہی گئی تو میں نے اپنے زیر استعمال گاڑی کے کاغذات جو اسی انشورنس سے متعلق ہیں اور تقریباً پانچ صفحات پر مشتمل ہیں، زندگی میں پہلی بار نکال کر ان کا تفصیلی جائزہ لیا، یہ جائزہ جو

اس مقالے کی ضرورت سے لینا پڑا، ایک قسم کی ریاضت سے کم نہ تھا، مگر یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ ان کاغذات میں جو وعدہ درج ہے کہ ایک مقررہ حد تک ''تھرڈ پارٹی'' کے نقصانات کی تلافی کی جائے گی، اس پر عمل کیوں نہیں ہوتا اور اس انشورنس سے گاڑی والے یا ''تھرڈ پارٹی'' کو کوئی فائدہ کیوں نہیں پہنچتا؟ جو صورتحال سامنے آئی قارئین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے:

(۱)......اس انشورنس پالیسی سے متعلق ان کاغذات میں ساری تفصیلات انگریزی زبان میں باریک ٹائپ پر چھاپی گئی ہیں، صرف مندرجہ ذیل عبارت جو گاڑی والے کی ذمہ داری اور سزا کی سخت دھمکی پر مشتمل ہے، اردو میں اور نسبتاً موٹے حروف میں ہے، ملاحظہ ہو:

''ضروری ہدایت:......موٹر وہیکلز ایکٹ 1939ء کی دفعہ 125/94 کے تحت بغیر انشورنس گاڑی چلانا، یا چلانے کی اجازت دینا قانوناً جرم ہے، بغیر انشورنس گاڑی چلانے والے کے لئے تین ماہ تک قید، جرمانے یا دونوں سزائیں بیک وقت مقرر ہیں۔''

گاڑی والے کی یہ ذمہ داری اور دھمکی تو کمپنی نے بڑی صاف گوئی اور ''بے تکلفی'' سے واضح حروف میں بلکہ اردو میں بھی چھاپ دی ہے۔

(۲)......کمپنی کی ذمہ داری کیا ہے؟ اور وہ اس فیس کے عوض کیا دینے کا وعدہ کرتی ہے؟ یہ بات ''ضرورت شعری'' کی بنا پر صرف انگریزی زبان میں چھاپی گئی ہے، تاکہ موٹر رکشہ والے، ٹیکسی ڈرائیور اور ٹرک ڈرائیور جیسے کم پڑھے لکھے لوگ ان کو پڑھنے کا ارادہ بھی نہ کر سکیں، خصوصاً پاکستان جیسے ملک میں۔

(۳)......کمپنی کی یہ ذمہ داری اور متعلقہ تفصیلات باریک ٹائپ پر چھاپی گئی ہیں، کمزور بینائی والا انہیں ذہنی کوفت کے بغیر نہیں پڑھ سکتا۔

(۴)......ان کاغذات میں تلافی نقصان کے لئے زیادہ سے زیادہ جس رقم کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ مضحکہ خیز حد تک اتنی کم ہے کہ اسے ٹریفک حادثے کے مقابلے میں ''برائے نام'' ہی کہا جا سکتا ہے، یعنی صرف بیس ہزار، انشورنس کمپنی اس سے زیادہ ادا کرنے کی ہرگز ذمہ دار نہیں، اگرچہ نقصان لاکھوں کا یا بے چارے ''تھرڈ پارٹی'' کی جان ہی کا ہو گیا ہو۔

(۵)......یہ وعدہ اتنی زیادہ شرائط کے ساتھ مشروط ہے کہ ان کو پورا کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔

(۶)......پھر اس وعدے سے بچنے کے لئے کمپنی کو اتنے اختیارات دیئے گئے ہیں کہ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کمپنی اور متعلقہ قانون دراصل کسی قسم کی تلافی نقصان کا ارادہ نہیں رکھتے۔

(۷)......اس قانونی تحریر میں انشورنس کمپنی کو جگہ جگہ یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ اس حقیر رقم کا دعویٰ کرنے والے کے خلاف عدالت میں اپنا دفاع کرے۔

(۸)......اس رقم کے "بوجھ" سے کمپنی کو بچانے کے لئے اس قانون میں اتنی صورتیں مستثنیٰ کردی گئی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی سمجھدار آدمی کو اس حقیر رقم کی بھی امید نہیں رکھنی چاہیے۔

(۹)......اس رقم کی حد تک کمپنی سے تلافی نقصان کا مطالبہ کرنے اور اپنا حق حاصل کرنے کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ وہ بھی اچھا خاصا مبہم ہے۔

(۱۰)...... یہ ساری تفصیلات ایسی فنی اصطلاحوں اور قانونی زبان میں لکھی گئی ہیں کہ ان کو سمجھنے کے لئے صرف انگریزی جاننا کافی نہیں بلکہ تلافی نقصان کا مطالبہ کرنے والے کو قانونی زبان سے بھی اچھی شدبد ہونی ضروری ہے، یا پھر وہ کسی وکیل سے مدد لے، اس کی جو فیس وکیل کو دی جائے گی، اس کا اندازہ آپ خود کر لیجئے۔

(۱۱)......جس گاڑی کے کاغذات اس وقت میرے سامنے ہیں، اس کی سال (2009ء) "تھرڈ پارٹی انشورنس" کی مطبوع شدہ فیس -/466 روپے ہے، وہیں اس کی یہ تفصیل درج ہے کہ (۱) پریمیم (یعنی خالص انشورنس کی فیس جو کمپنی کے لئے ہے) -/400 روپے۔ (۲) انتظامی سرچارج (پتہ نہیں یہ کس کو ملتا ہے؟) -/20 روپے۔ (۳) سینٹرل ایکسائز ڈیوٹی -/40 روپے۔ (۴) فیڈرل انشورنس فیس (اس کا بھی پتہ نہیں کس کو ملتی ہے؟) -/4 روپے۔ (۵) اسٹمپ ڈیوٹی -/2 روپے۔ میزان -/466۔ اب یہ فیس سال رواں 2013ء میں -/470 وصول کی گئی ہے۔

(۱۲)...... یہ فیس صرف ایک سال کے لئے کارآمد ہے، اگلے ہر سال کے لئے الگ فیس ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱۳)......اس فیس کی ادائیگی پر کمپنی کی طرف سے جو "انشورنس کا سرٹیفکیٹ" پولیس کے چالان سے بچنے کے لئے گاڑی کے مالک کو ملتا ہے، وہ گاڑی کے کسی نئے مالک کو منتقل نہیں کیا جاسکتا، سال بھر میں اس گاڑی کے جتنے مالک تبدیل ہوں گے، ان سب کو اپنی اپنی فیس الگ الگ ادا کرنی ہوگی، ورنہ سب کا چالان ہوگا۔

(۱۴)...... کمپنی سے تلافی نقصان کی یہ حقیر رقم یعنی بیس ہزار روپے حاصل کرنے کے لئے جو طریقہ تحریر کیا گیا ہے، اسے اچھی طرح سمجھنا اور اس کے مطابق کارروائی پاکستان جیسے ملک میں کرنا عملاً کسی وکیل کے بغیر تقریباً ناممکن ہے۔

(۱۵)...... کمپنی کا ہیڈ آفس لاہور میں اور زونل آفس کراچی میں ہے، اب خود ہی اندازہ کر لیجئے کہ جس حادثے میں "تھرڈ پارٹی" کی جان یا گاڑی کو بھاری نقصان پہنچا ہے اور وہ ان دونوں شہروں سے دور رہتا ہے، اس کی رسائی کمپنی کے دفتر تک کیسے ہوگی؟

اس کے لئے تو اپنے فوری علاج یا گاڑی کی مرمت ہی سب سے بڑا مشکل مسئلہ ہے، ایسے میں آپ تصور کیجئے، وہ مصیبت زدہ انسان کیا صرف بیس ہزار روپے کے "گول مول" وعدے پر اپنی قسمت آزمائی کے لئے وکیل کی فیس، لاہور یا کراچی کے سفر، وہاں کے قیام وطعام کے مصارف اور "انشورنس" جیسے طاقتور ادارے سے نامعلوم مدت تک مقدمہ

بازی کی نئی مصیبت مول لینے کی ہمت یا حماقت کر سکے گا؟ اور اگر بالفرض وہ کراچی یا لاہور ہی میں ہے تب بھی کیا وہ بیس ہزار روپے سے کئی گنا زیادہ خرچ اور یہ ساری مصیبتیں جھیلنے کے بجائے اسی میں اپنی عافیت نہیں پائے گا کہ وہ کمپنی کے اس موہوم وعدے کو بھول جائے اور جو انشورنس فیس کمپنی نے اس سے ہر سال وصول کی ہے، اسے بھی ''بھتہ مافیا'' کے بھتوں کی طرح ایک جبری ''بھتہ خوری'' سمجھ کر صبر کر بیٹھے، بلکہ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ گاڑی کے مالکان عام طور سے یہ ''جبری بھتہ'' بھی دیگر سرکاری ٹیکسوں کی طرح کا ایک ٹیکس ہی سمجھ کر بے چوں و چرا مجبوراً دیتے رہتے ہیں۔

بہت سوں کو یہ خبر بھی نہیں ہوتی کہ یہ رقم سرکاری خزانے کے بجائے کمپنی کے سرمایہ داروں کے پاس جا رہی ہے، یوں تو یہ انشورنس فیس بظاہر صرف سیکڑوں میں ہوتی ہے، مگر انشورنس کمپنی کے سرمائے میں اس سے ہر سال کتنا زبردست اضافہ ہوتا رہتا ہے، کچھ اعداد و شمار اس کے بھی ملاحظہ ہوں، کراچی میں گاڑی کی تعداد، کراچی ٹریفک پولیس کے ڈی آئی جی کی رپورٹ جو 16 اپریل 2008ء کو جاری ہوئی، اس کے مطابق کراچی میں کل رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد 2007ء میں 18,09,500 (اٹھارہ لاکھ نو ہزار پانچ سو) تھی، اس رپورٹ میں یہ تفصیل بھی دی گئی ہے کہ کراچی شہر میں 2002ء سے 2007ء تک ہر سال گاڑیوں میں کتنا اضافہ ہوتا رہا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر سال اضافے کی شرح بھی بڑھتی چلی گئی ہے، چنانچہ 2006ء میں 1,78,763 گاڑیوں کا اضافہ ہوا تھا اور 2007ء میں 1,98,743 (ایک لاکھ اٹھانوے ہزار سات سو تینتالیس) گاڑیوں کا اضافہ ہوا، اب نئی رپورٹ جس میں 31 دسمبر 2011ء تک کے اعداد و شمار ہیں، اس کے مطابق کراچی شہر میں کل رجسٹرڈ گاڑیوں کی تعداد 26,14,580 (چھبیس لاکھ چودہ ہزار پانچ سو اسی) ہے، پیچھے تفصیل آ چکی ہے کہ انشورنس فیس -/466 روپے میں سے کمپنی کو -/400 روپے ایک گاڑی پر ملتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ چھوٹی گاڑیوں مثلاً موٹر سائیکلوں کی فیس اس سے کم اور بڑی گاڑیوں مثلاً بس اور ٹرک وغیرہ کی فیس اس سے زیادہ ہوتی ہو، نیز معلوم ہوا کہ کمپنی ''سخاوت'' کرتے ہوئے بعض لوگوں اور اداروں کی فیس میں کچھ کمی بھی کر دیتی ہے، اس لئے ہم کمپنی کے ساتھ رعایت کرتے ہوئے اس کی فیس -/400 سے گھٹا کر -/300 روپے فرض کر لیتے ہیں اور 2011ء میں کراچی کی گاڑیوں کی تعداد 26,14,,580 کو 300 سے ضرب دیتے ہیں تو ٹوٹل 78,43,74,000 روپے، یہ اٹھتر کروڑ روپے سے زیادہ رقم (یا اس سے کم و بیش) جو عوام سے کمپنی کو قانون کے زور پر دلوائی گئی، یہ زبردستی کی ''بھتہ خوری'' نہیں تو کیا ہے؟

یہ تو صرف کراچی کے اعداد و شمار ہیں، پورے پاکستان میں 2007ء میں گاڑیوں کی تعداد کیا تھی؟ روزنامہ ''جنگ'' کے ''ڈیویلپمنٹ رپورٹنگ سیل'' کی رپورٹ مورخہ 25 اگست 2008ء میں یہ تعداد باسٹھ لاکھ دس ہزار (62,10,000) بتائی گئی ہے، اس رپورٹ میں یہ واضح نہیں کہ اس تعداد میں چھوٹی سے چھوٹی گاڑیاں مثلاً موٹر سائیکلیں اور بڑی سے بڑی گاڑیاں مثلاً ٹرک، بسیں اور ٹرالر بھی شامل ہیں یا نہیں؟ جبکہ صرف کراچی شہر سے متعلق

رپورٹ میں ان سب قسم کی گاڑیوں کو شمار کیا گیا ہے۔

سال رواں 2013ء میں ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق پورے ملک میں گاڑیوں کی تعداد ستر لاکھ (70,00,000) بتائی گئی ہے، پاکستان بھر کی گاڑیوں کی مذکورہ بالا تعداد (70,00,000) میں بالفرض سب قسم کی گاڑیاں شمار کر لی گئی ہیں، اس تعداد کو تین سو (300) سے ضرب دے کر جواب (2,10,00,00,000) آتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ اعداد و شمار درست ہیں تو صرف ایک سال میں اس انشورنس کی فیس کمپنی (کمپنیوں) کو دو ارب دس کروڑ روپے دلوائی گئی ہے، پیچھے آچکا ہے کہ ہر سال گاڑیوں کی تعداد میں لاکھوں کے حساب سے اضافہ ہو رہا ہے، اس لحاظ سے ہر سال کمپنی (کمپنیوں) کی انشورنس کی فیس میں بھی کروڑوں روپے کا اضافہ ہو رہا ہے، عوام سے جن میں بھاری اکثریت غریبوں اور متوسط طبقے کی ہے، انشورنس کمپنیوں کے لئے سالانہ اربوں روپے کی ایسی لوٹ مار کو قانونی جواز فراہم کرنا، اسے بیوروکریسی اور سرمایہ داروں کی ملی بھگت کے سوا کیا نام دیا جائے؟

یہ ایک چھوٹا سا ''چور دروازہ'' ہے جس سے آپ دیکھ رہے ہیں، عوام کی دولت کیسی معصومیت اور خوبصورتی کے ساتھ سرمایہ داروں کی جھولی میں ڈال دی جاتی ہے، نظام سرمایہ داری کا، اس نظر سے تفصیلی جائزہ لیا جائے تو نہ جانے ایسے کتنے چھوٹے بڑے خوبصورت ''چور دروازے'' دیکھنے کو مل جائیں گے اور ان کو ایجاد کرنے والی ''یہودی ذہن کی چالاکی'' کی داد دینی پڑے گی۔

غرض نظام سرمایہ داری ایک ایسی خوبصورت چکی ہے جس کا ایک پاٹ بیوروکریسی (حکمران) اور دوسرا پاٹ وہ سرمایہ دار ہوتے ہیں جو حلال وحرام کی پابندیوں سے آزاد ہوں، ان دو پاٹوں کے درمیان عوام کو انتہائی بے رحمی کے ساتھ ''جمہوریت'' کے نام پر اس چالاکی سے پیسا جاتا ہے کہ پسنے والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ پیسنے والا کون ہے؟

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو!

☆......☆......☆

دینی مدارس کی آڈٹ رپورٹ

کارکردگی رپورٹ اور کاروائی اجلاس وغیرہ اردو، انگریزی یا عربی میں بنوانے کیلئے تشریف لائیں۔ ہمارا مقصد۔ آپ کی خدمت۔

احمد حسن سند یافتہ وفاق المدارس

کوالیفائیڈ اکاؤنٹنٹ، پروفیشنل آڈیٹر دینی مدارس

پتہ

ملتان وڈیرہ غازیخان: 0331-7394030

سرگودھا ڈویژن کیلئے: 0300/0303-6023141